معاشرے کو فتنوں سے محفوظ رکھنے کے مناہج و تدابیر احادیث نبویہ کی روشنی میں

Ways and Strategies for Saving Society from Mischievousness: Guidance from Hadiths of the Holy Prophet Muhammad (PBUH)

محمد کامران خان[*]

پروفیسر ڈاکٹر علی اصغر چشتی[**]

ABSTRACT:

The article aims to highlight the methods of avoiding "fitan" in the light of tradit-ions of prophet Muhammad (PBUH), The literature of Hadiths of prophet Muhammad (PBUH) regarding "Fitan" has been discussed by Muhadditheen under the title of "Kitab-ul-Fitan", which deals with the issues caused by intemperate human behavior, self-directed interests, and subsequent endeavors to gratify them. Confrontation, collusion of interests, infighting and so on-are the offshoots of these immoderate human attitude and behavior. Hadiths of Prophet Muhammad are beacon of light; and impart such instructions and guidance in the realm of virtues and vices, which have panacea to uproot all these crookedness and gaps found in human nature and behavior. It has such a celestial message and guidance, which cannot only uproot all evasiveness from human nature, but also to safeguard a society at large. The right understanding and compre-hension of the crux of these Hadiths is paramount and crucial in this regard. Therefore, this research paper deals with this crucial issue and expounds right course of action in this regard. The method of study adopted in this paper is descriptive and analytical.

Key words: Hadiths, Attitude, Guidance, Safeguard, Society.

نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد انسانوں کو شرک و ضلالت کے اندھیروں سے نکالنا اور اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت و اطاعت کی طرف لانا اور جملہ باطل عقائد، فاسد رسوم، شیطانی اعمال اور ان کی برے معاشرتی اثرات سے نکالنا، اعقائد، اعمال، اخلاق او آداب کی اصلاح کرنا تھا تاکہ انسانیت غلط معاشرتی، معاشی اور سیاسی دستور و نظام ہائے حیات سے نجات حاصل کر کے عدل اجتماعی اور سماجی انصاف پر مبنی دین فطرت کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ[1]

ترجمہ: یہ وہ کتاب ہے جسے ہم نے آپ پر اتارا تاکہ آپ انسانوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائیں ان کے رب کے حکم وعنایت سے غالب اور تعریفوں والے کی راہ کی طرف۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں نا صرف انسانوں کی فکری اور نظری رہنمائی کی بلکہ عملی جدوجہد سے ایسا صالح معاشرہ

[*]Ph.D Scholar, AIOU, Islamabad/ assistant Professor, Govt: PGC, Rawlakot, Azad Kashmir. Email: mkamran2412@gmail.com

[**]Professor, Allama Iqbal Open University, Islamabad.

تشکیل دیا کہ جو عقائد، اعمال، عبادات، معاملات، اخلاق اور آداب کے لحاظ سے تعلیماتِ الٰہیہ پر مبنی اور انسانیت کے لیے سیاست، معاشرت اور معیشت کے جملہ میدانوں میں عدل، اخوت اور تعاونِ باہمی کا مظہر بن کر ترقی و سہولت کا ذریعہ بنا اور آج بھی تمام امسائل کے حل کے لئے ان کے اصول قابل تقلید ہیں۔ عہدِ رسالت کے بعد جوں جوں زمانہ گزرتا گیا، انسانی نفس کے شرور، تکبر، حسد، حب شہوات اور شیطان کی گمراہیاں پھر سے اپنا اثر ظاہر کرنے لگیں جن کے نتیجے میں معاشرے میں مال و جاہ کے حصول کیلئے جنگیں اور فسادات فتن کی صورت میں پھیل گئے۔ اس ضمن میں شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ: علم النَّبِي ﷺ أَنه إذا بعد الْعَهْد من النَّبِي وانقرض الحواريون من أَصْحَابه ووسد الْأَمر إِلَى غير أَهله لَا بُد أَن تجرى الرسوم حسب الدَّوَاعِي النفسانية والشيطانية وتعمهم جَمِيعًا إِلَّا مَا شَاءَ الله مِنْهُم.[2]

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جانتے تھے کہ جوں جوں زمانہ نبی ﷺ سے دور ہوتا جائے گا، آپ کے حواری اصحاب دنیا سے رخصت ہو جائیں گے اور امور سلطنت نااہل لوگوں کے سپرد کر دیئے جائیں گے تو لازمی ہے کہ رسوم ورواج (احکامات و قوانین) نفسانی خواہشات اور شیطانی تقاضوں کے مطابق جاری ہوں گے اور یہ اِلَّامَاشَاءَاللہ سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔

اس امر کے پیش نظر نبی ﷺ نے امت کیلئے ناصرف ممکنہ فتن کی نشاندہی کر دی بلکہ اپنے ارشادات سے ایسے طریقے بھی تعلیم فرما دیئے جن پر عمل پیرا ہو کر فتن کے اثرات سے فرد اور معاشرے کو محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔

فتنہ کا مفہوم:

فتن کا لفظ "فتنۃ" کی جمع ہے جس کا اصل معنیٰ آزمائش اور امتحان ہے۔ لغت کے مشہور امام ابو منصور ازہری کے نزدیک کلام عرب میں فتنہ کا متفق اور اجماعی معنیٰ امتحان، اختبار (جانچ پرکھ، آزمائش) ہے اور اسکی اصل یہ قول "فتنت الذهب والفضة"، "میں نے سونے چاندی کو پرکھ لیا۔" ہے۔ یہ تب کہا جاتا ہے جب انہیں آگ میں ڈال کر خالص کر لیا جائے تاکہ کھرا کھوٹا الگ ہو جائے۔ اور "فتنتُ الرَجُل" تب کہا جاتا ہے جب کسی شخص کو اُس مقام یا جگہ سے ہٹا، پھسلا / بچلا دیں، جس پر وہ موجود ہو اللہ تعالیٰ کا فرمان: وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا[3]۔ (یعنی (اور اے پیغمبر) یہ کافر تو آپ کو اس چیز سے بچلانے اور ہٹانے ہی لگے تھے جو ہم نے آپ کی طرف وحی کے ذریعے بھیجی ہے ان کافروں کی یہ کوشش اس غرض سے تھی کہ آپ اس حکم کے سوا جو ہم نے بذریعہ وحی بھیجا ہے کوئی غلط بات ہماری طرف منسوب کر دیں اور ایسا کرنے پر وہ کافر آپ کو اپنا گہرا دوست بنا لیتے) اسی معنی میں ہے۔ "فَتِن الرجل" تب کہا جاتا ہے جب کوئی شخص فتنہ میں مبتلا ہو جائے یا اچھے حال سے برے حال میں چلا جائے۔[4]

ابراہیم الحربی نے قرآنی آیات سے مستنبط کر کے فتن کے 10 معنیٰ ذکر کئے ہیں جن میں شرک، گمراہی، نفاق، مصیبت و آزمائش، لوگوں کو عذاب اور سزا دینا، آگ سے جلانا، روکنا اور بچلا دینا (پھسلا دینا)، گمراہ کرنا، عذر و معذرت اور اعجاب شامل ہیں۔[5]

علامہ راغب اصفہانی فتنہ کے دیگر معنیٰ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ انسان خیر یا شر جس میں بھی آزمائش کے لئے مبتلا کیا جاتا ہے وہ فتنہ کہلاتا ہے البتہ اس کا زیادہ ظاہر معنیٰ اور اکثر استعمال شر میں ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً"[6]۔ مزید فرماتے ہیں یہ فتنہ اللہ کے صادر کردہ افعال سے بھی ہوتا ہے اور انسانوں کے اعمال بھی دوسروں کے لئے باعثِ فتنہ ہوتے ہیں۔ جب یہ اللہ کی

طرف سے ہو تو کسی حکمت کی بنا پر ہو گا اور جب بندوں کی طرف سے ہو تو اس کے برعکس یعنی بدوں حکمت اسی لیے انسانوں کا دوسرے انسانوں کو فتنہ میں مبتلا کرنا ہر اعتبار سے مذموم قرار دیا گیا ہے[7]۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ[8] "اور فتنہ تو قتل سے بھی بڑھ کر ہے" یعنی لوگوں کو اللہ کے دین سے روکنا اور شرک میں مبتلا رکھنا۔ احادیثِ نبویہ میں بہت سی ایسی بہت سی چیزوں کا بیان ہے جو معاشرے میں انسان کے لیے فتنہ یعنی ذریعہ آزمائش ہیں، تاہم محدثین کی اصطلاح میں فتن سے مراد وہ لڑائیاں اور جنگیں ہیں جو مسلمانوں کے مابین واقع ہوں اور یونہی مسلمانوں کے باہمی، اختلاف افتراق اور انتشار وغیرہ کو بھی فتن سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ فتن چونکہ کثرت سے وقوع پذیر ہوئے اور ہوتے رہیں گے اسی لیے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "فَإِنِّي لَأَرَى الفِتَنَ تَقَعُ خِلاَلَ بُيُوتِكُمْ كَوَقْعِ القَطْرِ"[9]۔ چنانچہ میں فتنوں کو تمہارے گھروں میں بارش کے قطروں کی طرح اترتے ہوئے دیکھتا ہوں۔

فتن سے حفاظت کے لئے امت کی رہنمائی:

شریعت اسلامیہ کا منہج صرف مسائل کی نشاندہی نہیں بلکہ اس کا مقصد اپنے متبعین کو مسائل سے نمٹنے اور اس کا حل نکالنے کی بابت رہنمائی فراہم کرنا ہے، چنانچہ جناب رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال اور سیرتِ مبارکہ پر مبنی کتب کے ذخیرہ میں فتن سے احتراز اور خود کو ان بچا رکھنے کے طرق مذکور ہیں، ذیل میں ہم تعلیمات نبوی سے مستنبط وہ طریقے ذکر کرتے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر مسلمان، معاشرے کو فتن سے، اور وقوع فتن کی صورت میں ان کے مہلک اثرات سے خود کو بچا سکتے ہیں۔

فتن سے آگہی اور انذار:

جب انسان کو خیر اور شر کی تمیز ہو تو وہ خیر کو اختیار کرتا اور شر سے بچتا ہے۔ یونہی فتن سے آگاہ شخص وقوعِ فتن کے وقت ان کو پہچان کر ان سے محفوظ رہتا ہے اس کے برعکس جس شخص کو فتنہ کی خبر نہ ہو اس کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا قوی امکان رہتا ہے۔ اسی لیے رسول اکرم ﷺ خود بھی صحابہ کرامؓ کو فتن سے آگاہ فرماتے اور صحابہ کرام بھی فتن کی بابت رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرتے رہتے تھے مبادا فتنہ کی عدم معرفت کے سبب اس میں مبتلا ہو جائیں۔ چنانچہ حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے کہ "لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے میں پوچھا کرتے تھے اور میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا اس خوف سے کہ وہ مجھے نہ پہنچ جائے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اے اللہ کے رسول ہم جاہلیت اور شر میں تھے پس اللہ ہمارے پاس یہ خیر لایا کیا اس خیر کے بعد پھر شر ہے؟ فرمایا جی ہاں، میں نے پوچھا اس شر کے بعد پھر خیر آئے گا؟ فرمایا جی ہاں لیکن اس خیر میں کدورت ہو گی میں نے پوچھا اس کی کدورت کیا ہو گی فرمایا کچھ لوگ ہوں گے جو میرے طریقے کے خلاف چلیں گے تم اُن میں کچھ چیزیں جانی پہچانی (معروف) دیکھو گے اور کچھ ایسی (منکر) جن سے تم نا آشنا ہو گے میں نے پوچھا کیا اس خیر کے بعد پھر شر ہو گا؟ فرمایا جی ہاں، جہنم کے دروازوں پر بلانے والے ہوں گے جو ان کی بات مان لے گا وہ اُسے جہنم میں پھینک دیں گے میں نے کہا اے اللہ کے رسول اُن (جہنم کی طرف بلانے والوں) کی صفات ہمارے لیے بیان کر دیجئے فرمایا وہ ہماری جلد سے ہوں گے (ہمارے جیسے ہوں گے) ہماری زبان بولیں گے۔ میں نے پوچھا اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام سے جڑے رہنا، میں نے پوچھا اگر نہ مسلمانوں کی جماعت ہو اور نہ کوئی ان کا امام؟ فرمایا پھر تم ان سے فرقوں سے الگ تھلگ رہنا اگرچہ تمہیں کسی

درخت کی جڑ چبانی پڑے، یہاں تک کہ تمہیں اسی حالت میں موت آجائے"[10]

یہ حدیث صحیح مسلم کی کتاب الامارۃ[11] میں تقریباً انہی الفاظ میں روایت کی گئی ہے اور سنن ابی داوٗد کی کتاب الفتن میں روایت شدہ حدیث بھی اسی مضمون سے مماثل ہے۔ جس میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: "ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فتن کا تذکرہ کیا اور کثرت سے فتن کو بیان کیا، یہاں تک کے آپ نے فتنہ احلاس کا ذکر بھی فرمایا، پوچھنے والے نے پوچھا اے اللہ کے رسول فتنہ احلاس کیا ہے؟ فرمایا یہ ھرب اور حرب ہے یعنی بھاگم دوڑ اور جنگ و جدال۔ پھر آپ نے فتنہ السراء کا ذکر کیا فرمایا اس فتنہ کا اٹھنا میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کے قدموں میں سے ہو گا جو یہ کہے گا کہ وہ مجھ سے ہے حالانکہ وہ مجھ سے نہ ہو گا، اور میرے دوست اور ساتھی کو صرف متقی لوگ ہیں۔ پھر لوگ ایک آدمی پر اس قدر ہی متفق اور مجتمع ہوں گے جیسے گوشت پسلی پر، پھر فتنہ الدھیماء جو اس امت کے کسی فرد کو تھپڑ لگائے بنا نہ چھوڑے گا اور جب بھی یوں کہا جائے گا کہ یہ ختم ہو گیا وہ مزید لمبا ہو جائے گا۔ اس میں آدمی صبح کو مومن شام کو کافر ہو گا۔ یہاں تک کے لوگ دو خیموں میں ہو جائیں گے، ایک ایمان کا خیمہ جس میں نفاق نہیں اور ایک نفاق کا خیمہ جس میں ایمان نہیں۔ پس جب تم ایسے ہو جاؤ تو اُس دن یا اس سے اگلے دن دجّال کا انتظار کرو"[12]

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح کی کتاب الفتن کی ابتدا میں جو ترجمۃ الباب قائم کیا ہے یہ بھی اس طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ امت کو متنبہ فرماتے تھے کہ فتن سے دور رہنا چنانچہ ترجمۃ الباب میں سورۃ الانفال کی آیت مبارکہ: وَاتَّقُوا فِتْنَةً لاَ تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً[13] "ڈرو اس فتنہ سے جو تم میں سے صرف انھی لوگوں کو نہیں پہنچے گا جنھوں نے ظلم کیا"۔ نقل کرنے کے بعد وَمَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحَذِّرُ مِنَ الفِتَنِ[14] یعنی رسول اللہ ﷺ بھی فتن سے ڈرایا کرتے تھے کے الفاظ سے ترجمۃ الباب قائم کر کے اس کے تحت اور بہت سی احادیث روایت کی ہیں جو فتن سے تحذیر پر مشتمل ہیں۔ پہلی حدیث مبارک ہے: "عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: قَالَتْ أَسْمَاءُ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: "أَنَا عَلَى حَوْضِي أَنْتَظِرُ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ، فَيُؤْخَذُ بِنَاسٍ مِنْ دُونِي، فَأَقُولُ: أُمَّتِي، فَيُقَالُ: لاَ تَدْرِي، مَشَوْا عَلَى القَهْقَرَى " قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: «اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا، أَوْ نُفْتَنَ"[15]

ایک روایت میں ہے کہ: فَإِنِّي لَأَرَى الفِتَنَ تَقَعُ خِلاَلَ بُيُوتِكُمْ كَوَقْعِ القَطْرِ[16]۔ "میں فتنوں کو تمہارے گھروں میں ایسے اترتا دیکھ رہا ہوں جیسے موسلا دھار بارش برستی ہے"۔ فتن کے بیان کے باب میں ہی حضرت حذیفہ روایت کرتے ہیں کہ: "رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہو قیامت تک رونما ہونے والے سب فتنوں کو بیان کر دیا، پھر اس کو جس نے یاد رکھا یاد رکھا، اور جس نے بھلا دیا بھلا دیا"[17]۔ یونہی حضرت ابوہریرہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ "قرب قیامت میں زمانہ کی خیر و برکت جاتی رہے گی، عمل کم ہو جائیں گے بخل پیدا ہو جائے گا، فتنے ظاہر ہو جائیں گے اور ہرج کی کثرت ہو گی لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ ہرج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: قتل، قتل"[18]۔

رسول اللہ ﷺ نے دنیا کی مال و متاع، اور مشتبہات کو بھی فتنہ قرار دے کر ان سے متنبہ فرمایا کیونکہ ان میں منہمک ہو جانا بھی انسان کے لئے بڑا ذریعہ آزمائش ہے، ان کی حرص و محبت انسان کو آخرت اور اعمال صالحہ سے غافل کر دیتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ"[19]۔ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ"[20]۔ مال کے فتنہ کے حوالے ابو سعید الخدری

روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے لوگوں کو خطبہ دیا، فرمایا اے لوگو! اللہ کی قسم مجھے تمہارے اوپر (فقر کا) خوف نہیں مجھے تمہارے اوپر صرف اُن چیزوں کا خوف ہے جو اللہ تمہارے لئے دنیاوی زیب و زینت کی چیزوں میں سے نکالے گا۔ ایک شخص کہنے لگا کیا خیر بھی شر لے آتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک لمحہ سکوت اختیار فرمایا پھر پوچھا، تونے کیا کہا؟ وہ شخص کہنے لگا میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ کیا (دنیاوی مال و اسباب جو باعث خیر ہیں) میں سے کوئی چیز شر کیسے ہو سکتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خیر تو صرف خیر ہی لاتا ہے لیکن کیا یہ خیر ہے؟ ہر وہ چیز جس کو موسم بہار اگاتی ہے وہ (کھانے والی) کو پیٹ پھلا کر ہلاک کر دیتی ہے سوائے عام (سوکھا) چارا کھانے والی کے، وہ کھاتی ہے یہاں تک کہ وہ بھر جاتی ہے اور خوب سیر ہو جاتی ہے تو وہ سورج کے سامنے آکر کھڑی ہو جاتی ہے گوبر ااور پیشاب کرتی ہے پھر جگالی کرتی ہے پھر واپس لوٹ آتی ہے اور پھر سے کھاتی ہے۔ پس جس شخص نے اپنے حق سے مال لیا اُس کے لئے وہ مال مبارک کر دیا گیا اور جو اپنے حق کے بغیر مال لیتا ہے اُس کی مثال اُس شخص سی ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا"[21]

مال کی طرح عورتیں بھی مردوں کیلئے آزمائش اور فتنہ کا سبب ہیں فتنۂ نساء، مرد کی عورتوں میں رغبت او حصول کی طلب پر ہی تمام نہیں، یقینا یہ اس کی سب سے غالب شکل ہے اور اس کا سد باب نکاح میں ہے۔ جس قدر نکاح عام ہو گا فتنۂ نساء کی یہ صورت کمزور ہوتی جائے گی اور جتنا نکاح کا عمل پیچیدہ اور دشوار ہو گا فتنۂ نساء عام اور گمبھیر ہوتا چلا جائے گا۔ فتنۂ نساء کی دوسری صورت بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنی بیویوں ہی کی محبت میں اس قدر مگن ہو جائے کہ دین و آخرت کو بھلا دے اور بیویوں کی خواہشات کی تکمیل میں حلال و حرام کی پرواہ نہ کرے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد سے غافل ہو۔ یا اجنبی عورتوں پر مفتون ہو کر اخلاقی گراوٹ کا شکار ہو جائے۔ حدیث نبوی میں اس فتنہ کے متعلق فرمایا گیا ہے: إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَإِنَّ اللهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا، فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ[22]۔ دنیا سر سبز (خوشنما) اور میٹھی ہے اور اللہ تمہیں اس میں خلیفہ بناتا ہے اور دیکھتا ہے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو پس دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو، بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں کا فتنہ تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک فرمان میں عورتوں کے فتنہ کو مردوں پر سب سے بھاری اور ضرر رساں قرار دیا ہے ارشاد ہے: "میں اپنے بعد لوگوں میں کوئی فتنہ ایسا نہیں چھوڑ رہا جو مردوں پر عورتوں کے فتنہ سے زیادہ ضرر رساں ہو"[23]۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حسی شہوتیں انسان پر غالب آجاتی ہیں اور ان خواہشوں اور شہوات میں سے سب سے قوی شہوت، عورتوں کی طرف میلان ہے اس لیے یہ فتنہ مردوں پر سب سے بڑھ کر ہو گا۔ یہ جملہ احادیث اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ کے رسول اللہ ﷺ نے امت کو تمام تر فتن اور ان کے اثرات سے محفوظ رکھنے کیلئے کس اہتمام سے ہر ممکنہ فتنہ کو بیان فرما کر متنبہ فرما دیا، تاکہ مسلمان ان سے ہوشیار رہیں اور ان سے بچنے کی سعی کریں۔

فتن سے دور بھاگنا:

فتن سے محفوظ رہنے کا اہم ترین طریقہ جو ہمیں احادیث نبویہ سے معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ فتنہ سے الگ تھلگ رہا جائے اور جس قدر ممکن ہو سکے فتن کی آلائشوں سے اپنے دامن کو پاک رکھا جائے عوام النّاس کے لئے وقوع فتن کی صورت میں سب سے بہترین طرزِ عمل یہی ہے اور فتن کے آغاز پر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین نے اسی کو اختیار کیا۔ البتہ ارباب بست و کشاد خواہ وہ حکمران ہوں یا مجتہد

علمائے ربانیّین ان کو چاہیے کہ وہ ہر محاذ پر فتنہ پرور طاقتوں کی سر کوبی کریں جس طرح حضرت علی المرتضیٰؓ اور ان کے متّبعین کا طریقہ رہا ہے۔ فتنہ سے حتّٰی المقدور کنارہ کش رہنے کیلئے بہت سے صحابہ کرام سے احادیث مروی ہیں، حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے: ''جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، عنقریب فتنے نمودار ہوں گے ان میں بیٹھے رہنے والا کھڑے رہنے والے سے بہتر ہو گا اور کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہو گا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا، جو ان فتنوں کو جھانکے گا یہ اسے اپنی لپیٹ میں لے کر پچھاڑ دیں گے، سو جو کوئی ان فتنوں کے دوران جائے پناہ پائے تو پناہ حاصل کرے۔ مراد یہ ہے کہ جو ان فتنوں سے جتنا دور رہے گا اتنا محفوظ اور مامون ہو گا۔''[24]

اسی طرح حضرت ابو بکرہؓ کے طریق سے ایک حدیث مروی ہے: ''ثمان الشحام نے ہم سے حدیث بیان کی، میں اور فرقد السبخی مسلم بن اَبی بکرۃ کی طرف گئے وہ اپنی زمین میں تھے، ہم اُن کے پاس گئے اور کہا۔ کیا آپ نے اپنے والد کو فتن کے متعلق کوئی حدیث بیان کرتے ہوئے سنا۔ اُنھوں نے کہا جی ہاں میں نے ابو بکرہ کو حدیث بیان کرتے ہوئے سنا۔ بے شک عنقریب بہت سے فتنے ہوں گے۔ خبر دار رہو پھر ایک فتنہ ہو گا۔ جس میں بیٹھنے والا چلنے والے سے بہتر ہو گا۔ اُس میں چلنے والا اُس کی طرف دوڑنے والے سے بہتر ہو گا۔ اُس میں چلنے والا اُس کی طرف دوڑنے والے سے بہتر ہو گا۔ آگاہ رہو۔ جب وہ فتنہ نازل ہو جائے یا واقع ہو جائے تو جس کے پاس اونٹ ہوں اُسے چاہیے کہ اپنے اونٹوں سے لگ جائے۔ اور جس کے پاس بکریاں ہوں۔ وہ اُن سے مل جائے۔ جس کے پاس زمین ہو وہ اپنی زمین میں چلا جائے۔ ابو بکرہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے پوچھا اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ مجھے بتلایئے جس کے پاس نہ اونٹ ہوں نہ بکریاں ہوں اور نہ ہی زمین ہو (وہ کیا کرنے) فرمایا اپنی تلوار لے کر اُس کی دھار پتھر سے کند کر دے (کوٹ لے) پھر اگر نجات کی استطاعت پائے تو نجات حاصل کرے۔ (پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا؟ اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا؟ اے کیا میں نے پہنچا دیا؟ ابو بکرہ فرماتے ہیں کہ پھر ایک آدمی نے پوچھا اے اللہ کے رسول اگر مجھے اتنا مجبور کر دیا جائے کہ میں کسی ایک صف یا ایک گروہ کی طرف چل نکلوں اور کوئی شخص مجھے اپنی تلوار سے مار دے یا تیر آئے اور مجھے قتل کر دے؟ فرمایا ایسا شخص اپنا اور تیرا گناہ لیکر لوٹے گا اور جہنمی ہو جائے گا''[25]

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی حدیث میں بھی یہی مضمون وارد ہوا ہے: ''قیامت سے پہلے فتنے سیاہ رات کی ٹکریوں کی طرح ظاہر ہوں گے جن میں آدمی صبح مومن ہو گا اور شام کو کافر اور شام کو مومن ہو گا صبح کو کافر اُن میں بیٹھے رہنے والا کھڑے سے بہتر ہو گا اور اُن میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا۔ سو تم سب اپنی کمانیں توڑ دو اور اپنی کمانوں کی تانتیں (رسیاں) کاٹ دو اور اپنی تلواریں پتھروں پر مار (کر کند کر) دو، اگر تم میں سے کسی کے پاس کوئی (فتنہ گر شخص) داخل کر دیا جائے تو اسے چاہیے کہ آدم علیہ السلام کے بیٹوں میں سے بھلے بیٹے کی طرح ہو جائے۔ (یعنی اس فتنہ گر سے مقابلہ نہ کرے) ''[26]

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں بہت مواقع پر ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے جس میں فتن سے فرار اور اعتزال کو نجات کا ذریعہ بتایا گیا ہے: جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''عنقریب مسلمان کا بہترین مال وہ بکریاں ہو نگی جنھیں لیکر وہ پہاڑ کی چوٹیوں اور بارش برسنے کی جگہوں پر چلا جائے گا۔ اور اپنے دین کو فتنوں سے بچا کر بھاگ جائے گا''[27]

معلوم ہوا کہ ہر صورت فتنہ سے دور رہنا فتن سے محفوظ رہنے کا نبوی منہج ہے تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے اصحاب رسول

ﷺ اس طریقہ کار پر کاربند رہے۔ چنانچہ حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کے قتل کے بعد فتنہ کو جنم لیتے دیکھا تو تعرّب (بادیہ نشینی کو) اختیار کرلیا [28]۔ اسی طرح حضرت ابو مسلمؒ [29] بھی جنگ جمل میں حضرت علی کی دعوت کے باوجود شریک نہ ہوئے [30]۔ ان کی بیٹی عدیسہ بنت اھبان [31] وہ پورا واقعہ ذکر کرتی ہیں۔ حضرت اسامہ بھی فتنہ سے اعتزال پر عمل پیرا رہے، وقوعِ فتنہ کے وقت جنگ اور قتال سے دور رہنے کو ترجیح دی، آپ نے حضرت علیؓ کو پیغام بھیجا کہ: "اگر آپ شیر کے جبڑے میں ہوتے تب بھی میں وہاں آپ کے ساتھ رہنا پسند کرتا لیکن یہ معاملہ ایسا ہے کہ میں نے (اس میں شرکت کو صحیح) نہیں سمجھتا" [32] یعنی جنگ جمل میں شرکت گوارہ نہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر کا فتنہ میں اعتزال سب سے مشہور رہے چنانچہ وہ مسلمانوں کی خانہ جنگی کے دوران نا صرف خود الگ تھلگ رہتے تھے بلکہ اپنے متعلقین کو بھی دور رہنے کی تلقین فرماتے تھے۔ صحیح بخاری میں روایت ہے: "حضرت نافع مولی ابن عمر فرماتے ہیں کہ جب اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت توڑدی تو حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے اپنے خواص خادموں اور اولاد کو جمع کر کے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: "ہر عہد توڑنے والے پر قیامت کے دن جھنڈا نصب کیا جائے گا"۔ ہم نے اس شخص کی بیعت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بیعت پر کی ہے اور میں اس سے بڑھ کر کوئی عہد شکنی نہیں جانتا کہ آدمی سے اللہ اور اُس کے رسول کی بیعت پر بیعت کی جائے پھر اس پر لڑائی مسلط کر دی جائے مجھے یہ نہ معلوم ہو کہ تم میں سے کسی نے اُس کی بیعت کو توڑ دیا ہے اور نہ کہ کہ اس معاملہ (حکومت) میں اس نے بیعت نہ کی ورنہ اُس کے اور میرے درمیان جدائی ہوگی" [33] ۔ فتن میں نا صرف عملی طور پر دور رہنا ضروری ہے بلکہ زبان کی حفاظت بھی باگزیر ہے کیونکہ بعض اوقات زبان کی لگائی ہوئی آگ عمل سے سخت ہوتی ہے اور بالخصوص عہد حاضر میں میڈیا پر جس انداز سے فتن کو بھڑکایا جاتا اور سنسنی پھیلائی جاتی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ زبان کو فتنہ میں قابو میں رکھنا کتنا اہم ہے۔ فتن کی احادیث میں ہی وارد ہے: "ایک ایسا فتنہ ہوگا۔ جو (سارے) عرب کو گھیرے گا اس کے مقتول جہنم میں ہوں گے، زبان (کا استعمال) اس میں تلوار سے سخت تر ہوگا"۔ [34]

اطاعت امیر اور لزوم جماعت:

معاشرے میں امن و امان اور نظم و ضبط قائم رکھنے کے لئے اطاعت امیر ضروری ہے۔ اطاعت امیر ہی کے ذریعے معاملات زندگی کو بہتر طور پر چلایا جاسکتا ہے۔ جس معاشرے میں اطاعت امیر کا رویّہ نہ ہو وہاں فتنہ فساد، بد نظمی اور انار کی راج کرتی دکھائی دیتی ہے، حقوق و فرائض کی درست ادائی اور تمام شعبہ زندگی میں بہتر طور پر ترقی تب ہی ممکن ہے جب لوگوں میں اطاعت کا جذبہ موجود ہو، حکمران کی اطاعت سے روگردانی جاہلیت کا طرز عمل ہے۔ ہر شخص اپنی من مانی سے کام کرنا چاہے تو اس کے نتیجے میں انتشار اور بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ اسلام اپنے پیروکاروں کو امیر کی اطاعت کا پابند بناتا ہے اور اطاعت امیر سے روگردانی پر سخت تہدید آئی ہے۔ البتہ امیر کی اطاعت بھی قرآن و سنت کے اصولوں میں رہتے ہوئے ہی جائز ہے۔ معصیت اور گناہ میں امیر کی اطاعت جائز نہیں اصول اس ضمن میں یہ ہے کہ "عدم معصیت میں اطاعت اولی الامر واجب ہے" نیز اطاعت امیر کا ہر گز یہ معنیٰ نہیں کہ حکمران طبقہ کا محاسبہ نہ کیا جائے یا ان پر جائز تنقید سے بھی دست کش رہا جائے کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلام کا اسر اس امت کا فریضہ اور امتیازی وصف ہے اور اس کی عدم ادائی تو زیادہ فتن کا سبب بنتی ہے، مقصد یہ ہے کہ معمولی معمولی امور پر جنگ اور باغیانہ روش اختیار کر کے خانہ جنگی برپا نہ کی جائے جس سے بلا سبب مسلمانوں کی جان مال اور

عزتوں کی حرمت پامال ہو۔ قرآن پاک میں بھی ارباب حل وعقد کی اطاعت کا درس دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ [35]

ترجمہ: اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور جو تم میں سے ارباب واختیار ہیں۔

اطاعت امیر کے ساتھ ساتھ دوسری چیز جو مسلمانوں میں اتحاد واتفاق قائم رکھنے کا باعث ہے وہ لزوم جماعت ہے۔ تفرقہ بازی ہی وہ غلط اور فاسد رویہ ہے جو وحدت کو پارہ پارہ کر کے فتنہ اور فساد کا دروازہ کھولتا ہے۔ اور اسی کے باعث نوبت قتل وخونریزی تک جا پہنچتی ہے قرآن مجید میں بھی فرقہ واریت سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے اور ایسے امور جو اس کا سبب ہیں اُن سے باز ار رکھا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا [36] "تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو"

اس آیت میں جہاں فرقہ واریت سے روکا گیا وہیں علاج بھی بتلایا گیا ہے اور وہ اللہ کی رسی کتاب اللہ، کو مضبوطی سے تھامنا ہے کیونکہ اللہ کی کتاب ہی ہمارے دل کو جلا بخشتی ہے ہمیں اندھیروں سے نکالتی ہے اور اُن امراض سے شفا بخشتی ہے جو فرقہ بندی پر اکساتے ہیں وہ بغی، حسد بغض او حب جاہ ومال ہیں۔ احادیث بنویہ میں بھی لزوم جماعت کی تاکید کی گئی ہے اب ہم اُن احادیث کو زیر مطالعہ لائیں گے جن میں اطاعت امیر اور لزوم جماعت کی تعلیم دیکر معاشرے کو فتن سے محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ کے فرمان کے مطابق جس چیز نے انہیں سب سے زیادہ زندگی میں فائدہ دیا وہ رسول اللہ ﷺ کی ان باتوں پر بیعت تھی "ہم نے بیعت کی سننے پر اور اطاعت کرنے پر اپنی خوشی میں ناراضی، میں اور خود پر ترجیح دیے جانے پر، اور اس پر کہ ہم ملک اور حکومت پر حکومت والوں سے نہیں جھگڑیں گے، ہاں مگر یہ کہ تم واضح اور کھلا کفر دیکھو جس میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے کھلی دلیل ہو" [37]۔ اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامر فی غیر معصیۃٍ میں نقل کیا ہے [38]۔

"کفراً بواحاً عندکم من اللّٰہ فیه برهان" کی تشریح میں امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ: "بواحاً" اکثر نسخوں میں اور بیشتر رواۃ نے واؤ کے ساتھ ہی نقل کیا ہے، "بواحاً" اور براحاً" دونوں میں باء پر فتحہ ہے۔ دونوں کا معنیٰ ہے کفراً ظاهراً۔ مراد یہاں کفر سے معاصی ہیں اور عندکم من اللہ فیه برهان کا مطلب تم ان معاصی کو اللہ کے دین سے پہچانتے ہو حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ ارباب اختیار سے اُن کی اختیارات میں نہ الجھو اور نہ اُن پر اعتراض کرو، ہاں اگر تم ان کی طرف سے کوئی برائی دیکھو جو ثابت ہو اور قواعد اسلام سے تم اسے جان چکے ہو تو ایسی صورت میں تم اسے برا کہو اور حق بات کہو جہاں بھی ہو۔ باقی جہاں تک اُن کے ساتھ قتال اور خروج کا معاملہ ہے تو یہ بالاجماع حرام ہے۔ اگرچہ وہ ظالم اور فاسق ہی کیوں نہ ہوں جو میں نے ذکر کیا احادیث اسی کو ظاہر کرتی ہیں اہل سنت کا اجماع ہے کہ بادشاہ اور حکمران فسق سے معزول نہیں ہوتا ہماری بعض کتب میں اور معتزلہ سے جو یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ فسق اور ظلم سے حاکم معزول ہو جائے گا تو یہ غلط ہے اور اجماع کے خلاف ہے علماء نے اس کے معزول نہ ہونے کا سبب اور اُس کے خلاف خروج کی حرمت کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اسکا نتیجہ فتن، خونریزی اور آپس میں فساد کی صورت میں مرتّب ہوتا ہے تو اس کے معزول کرنے میں جو خرابی ہے وہ باقی رہنے کی خرابی سے کم ہے۔ [39]

حضرت ابن عباس سے مروی مرفوع حدیث میں ہے کہ: "شخص اپنے امیر سے ایسی چیز دیکھے جو اسے ناگوار گزرے تو اسے چاہیے

کہ برداشت کرے بے شک جو کوئی جماعت سے ایک بالشت جدا ہو وہ جاہلیت کی موت مرے گا"[40]۔اسی طرح نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:"سننا اور اطاعت کرنا مسلمان شخص پر واجب ہے ان تمام کاموں میں جن کو وہ پسند یا ناپسند کرتا ہے سوائے اس کے کہ اسے معصیت کا حکم دیا جائے سو اگر اسے گناہ کا حکم دیا جائے تو نہ سننا لازم ہے نہ ہی اطاعت"[41]۔لزوم جماعت کے بارے میں مشہور حدیث ہے:لَا يَجْمَعُ اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ عَلَى الضَّلَالَةِ أَبَدًا، وَيَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ فَمَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ[42]۔

ان سب احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ معاشرے کو مفاسد، افتراق اور شرور سے پاک رکھنے کیلئے ایک امیر کی اطاعت ضروری ہے۔جو شخص بھی اپنے مفادات کی تکمیل کیلئے مسلمانوں کے قوت کو تقسیم کرنا چاہیے اُس کا فعل قابل برداشت نہیں۔ اطاعت امیر کی تاکید اور عدم اطاعت پر تہدید کا یہ مطلب نہیں کہ صرف رعایا ہی کو اطاعت کا پابند بنایا گیا ہے اور امیر کو من مانیاں کرنے کی کھلی اجازت ہے۔امیر کی اطاعت بھی در حقیقت مسلمانوں میں اتحاد قائم رکھنے، لزوم جماعت اور دفع فتن و شرور کے لئے ارشاد کردہ ایک منہج اور اسلوب ہے ورنہ شریعت نے امیر کو بھی رعایا کی نگہداشت کا سخت پابند بنایا ہے۔امیر کی ذمہ داری رعایا کی دیکھ بھال، ان کے حقوق کی فراہمی یقینی بنانا قرار دی گئی ہے۔نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:"تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اُس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا"[43]۔ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ:"اے اللہ جو شخص میری امت کے معاملے میں سے کسی چیز کا ذمہ دار بنا اور اُن کے لئے مشقت پیدا کی تو اُس پر سختی کر اور جو میری امت کے معاملات میں سے کسی کا ذمہ دار بنا اور اُن کے لئے آسانی پیدا کی تو اس کے لئے آسانی کا معاملہ فرما"[44]۔ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ "جس شخص کو اللہ رعایا کا نگہبان بناتا ہے اور جب وہ مرتا ہے تو مرتے دن رعیت کے ساتھ خیانت اور دھوکا کرنے والا ہوتا ہے تو اللہ اُس کے لئے جنت کو حرام کر دیتا ہے"[45]۔تو جہاں رعایا کو اطاعت کا کہا گیا اور ہر چھوٹی موٹی غلطی پر خروج و فساد سے منع کیا گیا وہاں حکمرانوں کو بھی رعایا کی خیر خواہی اور سہولت کا طرز عمل اپنانے کا پابند بنایا گیا کہ معاشرے میں خیر و صلاح کا سلسلہ جاری رہے۔باقی ظالم حکمرانوں کے خلاف خروج اور عدم خروج ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے جس پر بحث طوالت کا باعث ہے۔

مسلمانوں کی جان، مال اور عزت کی حرمت:

انسانی جان، مال اور عزت اور آبرو کا احترام قلوب و اذہان میں راسخ کر کے ہی معاشرے کو فتن سے محفوظ رکھا جاسکتا ہے رسول اللہ ﷺ نے ان تینوں کی حرمت کی پاسداری پر نہایت زور دیا اور ان کی حرمت کی پامالی پر اس قدر زجر و توبیخ کی ہے کہ ہر مسلمان کے دل میں ان کا احترام راسخ ہو جاتا ہے، اور اس کے بعد کسی مسلمان کیلئے دوسرے مسلمان کی جان، مال اور عزت کی حرمت کی پامالی کا تعرّض تو کجا تصوّر بھی محال ہو جاتا ہے۔انسانی جان، مال اور عزت کی حرمت کا نظریہ ہی وہ اعلیٰ فکر ہے جو مسلم معاشرہ کو وہر طرح کی فتنہ انگیزی سے بچاتا ہے احادیث نبویہ میں کسی مسلمان کے خون کو بہانا تو درکنار، اسلحہ سے اس کی طرف اشارہ کرنا تک ممنوع قرار دیا گیا مسلمان کا قتل کفر اور گالی دینے کو فسق کہا گیا، یہی وجہ ہے کہ اصحاب رسول ﷺ کی بڑی تعداد نے فتنہ کے دوران اعتزال کی روش کو اختیار کیا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اکرم ﷺ نے اپنے شہرہ آفاق انسانی حقوق پر مشتمل خطبہ میں انسانی جان، مال اور عزت کے احترام کو عظمت اور حرمت والے شہر، مہینے اور دن سے مشابہ قرار دیا جس سے اس کی اہمیت ہر سامع کے ذہن میں راسخ ہو گئی اور الوداعی نصیحت بھی

یہی کی گئی کہ میرے بعد کافر بن کر نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسروں کی گردنیں مارتے پھرو۔ الغرض، تشبیہ، وعظ ونصیحت، وعید، ترغیب ہر طرح سے نسانی خون، مال اور آبرو کا احترام، ذہنوں میں راسخ کیا گیا تا کہ فتن کے پنپنے کی گنجائش باقی نہ رہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر:

معاشرے کو فتن سے بچائے رکھنے کا سب سے اہم منہج واسلوب امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہے۔ جب معاشرے کے افراد اچھائیوں کے فروغ کے متمنی اور برائیوں کو روکنے پر آمادہ ہوں تو فتن کو پنپنے کا موقع آسانی سے میسر نہیں آتا۔ اسی لئے محدثین کرام نے ابواب الفتن میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضہ کی انجام دہی کے حکم پرمشتمل احادیث کو بھی شامل کیا ہے۔ معاشرے میں برائی کی مثال انسانی جسم میں بیماری کی سے ہے جس طرح مرض کی صحیح تشخیص کر کے مناسب دوا سے اس کا علاج کر لینے سے جسم صحت مند ہو کر کام کاج کے قابل ہو جاتا ہے اور تغافل برتنے سے مرض بڑھتے بڑھتے جسم کی موت یا اپاہج بن جانے تک نوبت جا پہنچتی ہے اسی طرح اگر معاشرے میں کوئی بھی برائی ہو اُس کا احسن طریقہ سے مناسب حکمت عملی اختیار کر کے قلع قمع کر لیا جائے تو معاشرہ انسانیت افروز رہتا ہے وگرنہ برائیاں بڑھتے بڑھتے معاشرے میں ناسور کی صورت اختیار کر جاتی ہیں جن کے باعث تمام افراد معاشرے اذیتوں اور ہلاکتوں کا شکار ہونے لگتے ہیں۔ قرآن حکیم میں امّت مسلمہ کو بہترین امّت قرار دیے جانے کو اسی خاصیت سے مشروط کیا گیا ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ[46]۔ اس سے پتہ چلا کہ اسی خصوصیت سے متصف ہو کر ہی امّت مسلمہ مدح کی مستحق ہے۔ ایسی جماعت کا ہمیشہ ہونا ناگزیر قرار دیا گیا ہے جو اس فریضہ کو سرانجام دے اور ایسے ہی لوگوں کو کامیاب قرار دیا گیا ہے۔ مؤمنین کو جو صفات اہل نفاق سے ممتاز کرتی ہیں اُن میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر بھی ہے۔ تو جو لوگ ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کے ساتھ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا کام سرانجام دیں اللہ نے اُن کو صالحین (جو انعام یافتہ طبقات مین سے طبقہ ہے) قرار دیا۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: غالباً اثم سے لازمی (جو ذات تک محدود ہوں) اور عدوان سے متعدی (جن کا اثر دوسروں تک ہو) گناہ مراد ہیں یعنی ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ بہت شوق اور رغبت سے ہر قسم کے گناہوں کی طرف جھپٹتے ہیں خواہ ان کا اثر اپنی ذات تک محدود ہو یا دوسروں تک پہنچے جن کی اخلاقی حالت ایسی زبوں ہو اور حرام خوری ان کا شکوہ ٹھہر گیا ہو ان کی برائی میں کسے شبہ ہو سکتا ہے یہ تو ان کے عوام کا حال تھا۔ آگے خواص کا حال بیان کیا گیا ہے۔ جب خدا کسی قوم کو تباہ کرتا ہے تو ان کے عوام گناہوں اور نافرمانیوں میں غرق ہو جاتے ہیں اور اس کے خواص یعنی درویش اور علماء "گونگے شیطان" بن جاتے ہیں بنی اسرائیل کا حال یہی ہوا کہ لوگ عموماً دنیوی لذات اور شہوات میں منہمک ہو کر خدا تعالیٰ کی عظمت وجلال اور اس کے قوانین اور احکام کو بھلا بیٹھے اور جو مشائخ اور علماء کہلاتے تھے انھوں نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ترک کر دیا کیونکہ دنیا کی حرص اور اتباع شہوات میں وہ اپنے عوام سے بھی آگے تھے۔ مخلوق کا خوف یا دنیا کا لالچ حق کی آواز بلند کرنے میں مانع ہوتا تھا۔ اسی سکوت اور مداہنت سے پہلی قومیں تباہ ہوئیں۔ اسی لئے امت محمّدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والتسلیم کو قرآن وحدیث کی بے شمار نصوص میں بہت سخت تاکید اور تہدید کی گئی ہے کہ کسی وقت اور کسی شخص کے مقابلہ اس فرض، امر بالمعروف کے ادا کرنے سے تغافل نہ برتیں۔[47]

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت کردہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے۔ ''تم سے پہلے بنی اسرائیل میں سے جب کوئی شخص گناہ کرتا تو منع کرنے والا دھمکا کر اُسے منع کرتا۔ پھر اگلے ہی دن اُسکے ساتھ اٹھتا بیٹھتا، کھاتا پیتا گویا کل اُسکو گناہ کرتے ہوئے دیکھا ہی نہیں جب اللہ تعالیٰ نے اُن کا یہ برتاؤ دیکھا تو ان میں سے بعض کے دلوں کو بعض سے ملا دیا۔ پھر ان کے نبی داؤد اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبانی ان پر لعنت کی " یہ اس سبب کہ اُنھوں نے (اللہ کی) نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔ "قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم ضرور اچھی باتوں کا حکم کرو اور ضرور بری باتوں سے روکو اور برا کام کرنے والے کا ہاتھ پکڑ کر اُسے حق کی طرف موڑو گے ورنہ اللہ تمہارے دل بھی ایک دوسرے کے ساتھ ملا دے گا اور تم پر بھی لعنت کرے گا جیسے ان پر لعنت کی''[48]

احادیثِ نبویہ فتنوں کے سدِّباب کے لیے اس فریضہ کی اہمیت واضح کرتی ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا اے لوگو تم اس آیت کو پڑھتے ہو: يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ[49]۔ ''اے ایمان والو تمہارے اوپر اپنے نفسوں کی ذمہ داری ہے تمہیں ضرر نہیں دے سکتا جو شخص گمراہ ہوا جب تم ہدایت پر رہے'' اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب لوگ کسی ظالم کو دیکھیں پھر (بھی) اس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ اُن سب پر عام عذاب بھیج دے''۔[50]

اس ذمہ داری کو ادا کرنے میں مداہنت برتنے کا نتیجہ کس طرح عمومی ہلاکت اور تباہی کی صورت میں سامنے آسکتا ہے اسے رسول امین ﷺ نے ایک مثال سے واضح کیا ہے جسے سنن ترمذی، کتاب الفتن میں روایت کیا گیا ہے۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں دقّت استنباط کی عادت اور منہج پر چلتے ہوئے معمولی فرق سے "كتاب الشركة، باب هل يقرع في القسمة والا ستهام فيه[51]" میں روایت کیا ہے۔ حضرت نعمان بن بشیر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: '' اللہ کی حدود پر قائم رہنے والوں اور ان میں نرمی اور سستی برتنے والوں کا حال اُس قوم کی طرح ہے جنہوں نے کشتی (کے حصّوں) میں قرعہ اندازی کی (اور اس کے حصّوں کو تقسیم کر لیا)۔ بعض اُس کے اوپر والے حصّے کو پہنچ گئے اور بعض کو نیچے والا حصّہ ملا۔ جو لوگ اُس کے نچلے حصّے میں تھے وہ اوپر چڑھنے اور پانی لانے لگے یوں وہ پانی اوپر والوں پر گرانے لگے۔ اوپر والوں نے کہا ہم تمھیں اوپر نہیں چھڑنے دیں گے کہ تم ہمیں تکلیف دو۔ نیچے والوں نے کہا ہم اس کشتی کے نیچے سوراخ کر کے پانی لے لیں گے۔ اگر انہوں نے ان کے ہاتھ پکڑ کر انھیں روک لیا تو سب نجات پا جائیں گے اور اگر اُنھوں نے ان کو چھوڑ دیا تو سب غرق ہو جائیں گے''[52]۔

برائی کے خلاف آواز اٹھانے کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ دین میں ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا افضل جہاد قرار دیا گیا ہے[53] اور اس افضلیت کے دو سبب ہیں۔ ایک ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا مشکل ہے اور اس میں حق کہنے والے کو حکمران کی طرف سے سزا، انتقام حتیٰ کہ جان سے مارے جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اس سب کی پرواہ کیے بغیر جو حق بات کہے اُس کے جہاد کے افضل ہونے میں کیا تامل ہو سکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر کسی نے حکمران کے سامنے حق و عدل کی بات کی اور حکمران اُس پر عمل پیرا ہو گیا تو اس میں عوام النّاس کا بھلا ہو گا۔ بہت سے فتنوں، ظلم اور برائیوں کے دروازے بند ہو جائیں گے، حکمران صحیح روش پر ہوں تو عوام میں اصلاح جلد اثر کرتی ہے اور حکمرانوں کی کجروی عوام کی گمراہی اور فساد کا سبب بنتی ہے۔

یہ تمام احادیث اس امر کی شاہد ہیں کہ معاشرہ تب ہی مفاسد اور فتن سے پاک رہ سکتا ہے جب ہر شخص اپنی بساط میں امر بالمعروف و

نہی عن المنکر پر قائم رہے۔ ان سب آیات، احادیث اور تمام علماء امت کے اقوال اور پھر اس کے عقلی اور حسی فوائد کو دیکھتے ہوئے اس فریضہ کی اہمیت سے کوئی ذی شعور انسان انکار نہیں کر سکتا۔ ہر فرد کو اپنے دائرہ میں رہتے ہوئے اس فریضہ کو احسن طریق سے سر انجام دینا چاہیے البتہ جس طرح ہر عمل کی شرائط اور آداب ہوتے ہیں نیز مختلف حالات میں اُس کی نوعیتوں میں تبدیلی واقع ہوتی ہے، تو ان سب امور کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس فریضہ کو پورا کرنا چاہیے۔ جہالت کے باعث بعض نادان، منکر کے رفع میں اُس سے بڑے فساد کے مرتکب ہو جاتے ہیں یا قانون ہاتھ میں لے کر دوسروں کی جان و مال کے ضیاع سے دریغ نہیں کرتے اس لئے جہاں منکرات سے مداہنت روا نہیں وہیں دفع منکر کو اس کے آداب و شرائط کو سیکھ کر اپنے دائرے میں رہتے ہوئے بجالانا چاہیے۔

فتن سے محفوظ رہنے کے لیے دعا:

فتن سے محفوظ رہنے کا ایک طریقہ اللہ جلّ شانہ سے ان شرور و فتن سے پناہ مانگنے کا ہے۔ سنت نبویہ میں اس کی تعلیم بھی ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ اس پر عمل پیرا رہے۔ صحیح بخاری کی کتاب الفتن کی پہلی حدیث کے ذیل میں گزر چکا ہے کہ ابن ابی ملیکہ صحابی دعا کیا کرتے تھے کہ: "اے اللہ ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں کہ ہم اپنی ایڑیوں پر پھر جائیں یا ہم فتنوں میں مبتلا کر دیے جائیں"[54]۔ اسی طرح بے شمار احادیث میں فتن سے پناہ مانگی گئی ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ یوں پناہ کی دعا فرمایا کرتے تھے: " اے اللہ میں تجھ سے آگ کے فتنے اور آگ کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ میں تجھ سے قبر کے فتنے اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ میں تجھ سے تونگری کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ میں تجھ سے غربت کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں اور اے اللہ میں تجھ سے مسیح دجال کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں"۔[55]

فتنہ محیا: زندگی کے فتنے سے مراد دنیاوی لذات و شہوات میں منہمک ہو کر گناہوں اور معاصی میں مبتلا ہو جانا اور آخرت کو بھول جانا ہے اور ممات کے فتنہ سے مراد عذاب قبر اور کیونکہ فتنہ بمعنیٰ عذاب بھی آتا ہے اور اس سے ایک مراد یہ بھی ہے کہ حالت موت کا فتنہ کیونکہ اس وقت شیطان انسان کو فتنہ میں یوں مبتلا کرتا ہے کہ اُس کے خالق اور معاد آخرت کے بارے میں شکوک پیدا کر کے ورغلا کر ایمان کی دولت سے محروم کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے[56]۔ فتن سے پناہ مانگنے کا ایک فائدہ تو بدیہی ہے کہ اس کے نتیجے میں اللہ انسان کی حفاظت کا انتظام و اہتمام فرما دیتے ہیں۔ ہماری نظر میں اس کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ دعا سے ہمیشہ ان فتن کا استحضار قلب و ذہن کو حاصل رہتا ہے، انسان ان فتن سے بچنے کیلئے مستعد و ہوشیار رہتا ہے اور وقوع فتنہ کے وقت فوراً متنبہ ہو کر احادیث میں ان سے بچاؤ کی بتلائی گئی تدابیر پر عمل پیرا ہو جاتا ہے۔

نتائج بحث:

1: احادیثِ فتن، ان مسائل کا احاطہ کرتی ہیں جو انسانی سماج میں مختلف فتنوں کی شکل میں پیدا ہوتے ہیں۔

2: احادیث نبویہ میں فتنوں کے سدِّباب کی تدابیر بتائی گئی ہیں۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر، اطاعت امیر و لزوم جماعت اور دعا کے التزام سے فتنوں کا راستہ روکا جا سکتا ہے۔

3: مسلمانوں کی جان، مال اور عزّت کی حرمت کا پاس، اور فتنوں سے حتّی المقدور الگ رہنا افراد معاشرہ کو ان فتن کے اثرات سے محفوظ

رکھنے کا ضامن ہے، اور صحابہ کرامؓ نے اس حکمت عملی کو اختیار کیا۔

4: مرورِ زمانہ کے ساتھ فتنے گھمبیر تر ہوتے جارہے ہیں، عصر حاضر میں ان احادیث سے مستنبط مناہج اور تدابیر پر عمل پیرا ہو کر مسلمانوں کے اختلاف و افتراق کو کم کر کے اخوّت و موالات کے رشتہ کو بحال کر کے ہر شخص کی حقوق کی ادائیگی کو یقینی بنایا جاسکتا ہے اور مسلم معاشرے امن، سلامتی اور احترام انسانیت کی دولت سے مالامال ہو کر پھر سے ترقّی کی منازل طے کر سکتے ہیں۔

حوالہ جات

[1] ابراہیم:1

[2] شاہ ولی اللہ ،دہلوی ،احمد بن عبد الرحیم، حجة الله البالغة ،تحقیق، السید سابق، دار الجیل، بیروت ، طبعہ اولیٰ 1426ھ ،ج2،ص 329

[3] الاسراء:73

[4] ازہری، محمد بن احمد، ابومنصور، تہذیب اللغة ، داراحیاء التراث العربي، بیروت، 2001ء، ج14،ص 211

[5] دیکھئے:إبراہیم بن إسحاق الحربي، أبو إسحاق ،غریب الحدیث ،تحقیق ڈاکٹر سلیمان إبراهيم محمدالعايدجامعہ أم القرى، مکہ مکّرمہ، 1405ھ، ج3،ص 931تا 938

[6] الانبیا: 35

[7] راغب اصفہانی،علامہ، أبو القاسم الحسين بن محمد، المفردات في غريب القرآن ،تحقيق، صفوان عدنان الداودي،دار القلم، الدار الشاميہ دمشق ،1412ھ، ص 1623

[8] البقرة2:191

[9] مسلم بن حجاج ،القشیری النیشابوری، المسند الصحیح المختصر، کتاب الایمان، باب الحث علی المبادرۃبا لاعمال قبل تظاهر الفتن، تحقيق، محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ج ،1ص110، رقم الحدیث 118

[10] بخاری، ابوعبدالله ، محمد بن اسماعیل، (م256ھ) الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول الله ﷺ و سننه و ایامه، تحقیق، محمد زہیر بن ناصر الناصرناشر، دار طوق النجاة: طبعہ اولیٰ1422 ، ج9 ،ص52 ، رقم الحدیث7084

[11] صحیح مسلم، کتاب الفتن ، بَابُ الْأَمْرِ بِلُزُومِ الْجَمَاعَةِ عِنْدَ ظُهُورِ الْفِتَنِ وتحذير الدعاة إلى الكفر، ج 3، ص1475، رقم الحدیث 1847

[12] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث ، سجستانی ، (م275ھ)السنن ، تحقیق محمد محی الدین عبدالحمید، ناشرالمکتبہ العصریہ صیدا۔ بیروت، کتاب الفتن، باب ذکر الفتن و دلائلہا، ج4، ص 95 ،رقم الحدیث 4244

[13] الأنفال: 25

[14] صحیح بخاري، کتاب الفتن، ج9، ص 46

[15] صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب وما کان النبی ﷺ یحذر من الفتن، ج9، ص46 ،رقم الحدیث 7048

[16] صحیح بخاري کتاب الفتن، باب ویل للعرب من شر قد اقترب، ج9ص 48رقم الحدیث7060 وصحیح مسلم کتاب الفتن وأشراط الساعة باب نزول الفتن کمواقع القطر، ج4ص2211رقم الحدیث:2885

[17] صحیح مسلم ،کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب إِخْبَارِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا يَكُونُ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ ،ج4، ص2217، رقم الحدیث2891

[18] صحیح بخاري، کتاب الفتن، باب ، ظهور الفتن، ج9، ص48، رقم الحديث7061

[19] التغابن: 14

[20] التغابن: 15

[21] ابن ماجه، محمد بن يزيد قزويني، ابو عبدالله، السنن، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، كتاب الفتن، باب فتنة المال، ج2، ص 1323، رقم الحديث 3995

[22] صحيح مسلم، كتاب الرقاق، باب أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْفُقَرَاءُ وَأَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ النِّسَاءُ وَبَيَانِ الْفِتْنَةِ بِالنِّسَاءِ، ج4، ص 2098 رقم الحديث 2742

[23] المصدر السابق، و ایضاً سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب فتنة النساء، ج2، ص 1325 رقم الحديث 3998

[24] صحيح البخاري، كتاب الفتن، باب تكون فتنة القاعد فيها خير من القائم ،ج9ص 51رقم الحديث: 7082

[25] صحيح مسلم: كتاب الفتن و اشراط الساعة، باب نزول الفتن كمواقع القطر، ج4،ص2212، رقم الحديث2887

[26] سنن ابي داؤد، كتاب الفتن والملاحم، باب في النهي عن السعي في الفتنة، ج4،ص100۔ ایضاً سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب التثبت في الفتنة، ج2، ص1310، محمد بن الحسين بن عبدالله، ابوبكر، البغدادي، الشريعه: 1/389 رقم الحديث 76، محقق ڈاکٹر عبدالله بن عمر بن سليمان، دار الوطن، رياض، سعودی عرب: طبعه ثانيه۔ 1999ء۔ 1420ھ

[27] صحيح بخاری، كتاب الايمان، ج1، ص13 رقم الحديث 19، وكتاب بدالخلق ،ج 4، ص127 رقم الحديث 3300، و كتاب المناقب، ج4، ص198 رقم الحديث 3600، كتاب الرقاق ج8، ص104 رقم الحديث 6495، و كتاب الفتن، ج9، ص 53 رقم الحديث 7088

[28] صحيح بخاری، كتاب الفتن ، باب التَّعَرُّبِ فِي الفِتْنَةِ، ج9، ص 52، رقم الحديث 7087

[29] *اهبان بن صیفی الغفاری اور بعض نے اهبان کی بجائے وهبان نام نقل کیا ہے۔ ابو مسلم کنیت تھی۔ بصرہ میں فوت ہوئے علامہ ابن حجر نے ان کو صحابی لکھا ہے علامہ ذھبی نے بھی ان کا صحابی ہونا لکھا، حدیث زیر بحث میں یہ بات خود واضح ہو رہی ہے کہ آپ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں*(ابو نعيم اصبهانی، احمدبن عبدالله، معرفة الصحابه، تحقيق:عادل بن يوسف العزازي، دار الوطن للنشر، الرياض، طبعه اولیٰ 1419ھ ،ج 1، ص288۔ الا ستيعاب في معرفة الاصحاب، تحقيق على محمد البجاوی، دار الجيل بيروت، طبعه اولیٰ 1412ھ 1992ء ج1، ص115، رقم الترجمه 100

[30] سنن ابن ماجه ، كتاب الفتن، باب التثبت في الفتنهة، ج2، ص 1309رقم 3960 وايضا ترمذی، محمد بن عيسیٰ، ابو عيسیٰ، السنن، تحقيق بشار عواد معروف، ناشر دار الغرب الاسلامی۔ بيروت 1998ء، ج4، ص60، رقم الحديث2203

[31] عديسه بنت اهبان: *عدیسہ عین کے ضمہ دال کی فتحہ کے ساتھ تصغیر کا صیغہ ہے اُهبان، همزہ کے ضمہ اور ھاء کے فتحہ کے ساتھ ہے، عدیسہ بنت اهبان بن صیفی الغفاریہ، طبقہ ثالثہ سے ہیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں علامہ ابن حجر کے ان کو "*مقبولة*" لکھا ہے۔ ان کے والد صحابی رسول ہیں یہ اپنے والد سے حدیث روایت کرتی ہیں علماء جرح و تعدیل نے ان کے ترجمہ میں حدیث زیر بحث کو ہی ذکر کیا ہے*(ابن سعد، ابو عبدالله محمد البغدادی، الطبقات الكبریٰ، تحقيق محمدعبدالقادرعطا، دارالكتب العلميه بيروت، ط1، 1410ھ1990ء، ج8، ص351، رقم الترجمه4668۔ وابن حجرعسقلانی، ابوالفضل، احمدبن علی بن محمد، تقريب التهذيب، تحقيق محمد عوامه، دارالرشيد، سوريا، طبعه1، 1406ھ، ص750

[32] صحيح بخاری، كتاب الفتن، باب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ إِنَّ ابْنِي هَذَا لَسَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ،ج9، ص57 رقم الحديث7110

[33] صحيح بخاری، كتاب الفتن ، بَابُ إِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئًا، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلاَفِهِ ، ج 9، ص 57، رقم الحديث 7111

[34]سنن ترمذی ، ابواب الفتن ، ج4،ص43 رقم الحدیث 2178

[35]النساء4:59

[36]آل عمران3:103

[37]صحیح بخاری، کتاب الفتن، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُمُورًا تُنْكِرُونَهَا، ج9،ص47 رقم الحدیث 705556

[38]صحیح مسلم ، ج3،ص 1470، رقم الحدیث 1709

[39]النووی، یحیی بن شرف، ابوزکریا، محی الدین، المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، دارالکتب العربی، بیروت، ج1، ص228

[40]صحیح مسلم ، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعۃ الامیر فی غیر معصیۃ ،ج3ص، 1477، رقم الحدیث1849

[41]صحیح مسلم ،کتاب الامارۃ ، باب وجوب طاعۃ الامیر فی غیر معصیۃ، ج3ص1469، رقم الحدیث 1839

[42]الحاکم، محمد بن عبدالله بن محمد بن حمدویه، ابوعبدالله النیسابوری، المستدرك على الصحيحين، تحقیق مصطفیٰ عبدالقادر عطا، دارالکتب العلمیه، بیروت، سن 1990ء کتاب العلم، ج1ص200، رقم الحدیث 393

[43]مسلم، کتاب الامارۃ، باب فَضِيلَةِ الْإِمَامِ الْعَادِلِ، وَعُقُوبَةِ الْجَائِرِ، وَالْحَثِّ عَلَى الرِّفْقِ بِالرَّعِيَّةِ، وَالنَّهْيِ عَنْ إِدْخَالِ الْمَشَقَّةِ عَلَيْهِم

[44]دیکھیے نفس المصدر، رقم الحدیث 1828

[45]نفس المصدر، رقم الحدیث 142

[46]آل عمران3:110

[47]عثمانی، شبیر احمد، علامہ، تفسیر عثمانی، بلال پبلشرز، لاہور، ص156-157

[48]الهیثمی، علی بن ابی بکر، نورالدین، ابوالحسن، مجمع الزوائدومنبع الفوائد، کتاب الفتن، باب وجوب انکار المنکر، تحقیق، حسام الدین القدسی، مکتبه القدسی قاہرہ، 1994ء، ج7، ص269، رقم الحدیث 12153

[49]المائدہ5:105

[50]سنن الترمذی کتاب الفتن، بَابُ مَا جَاءَ فِي نُزُولِ العَذَابِ إِذَا لَمْ يُغَيَّرِ المُنْكَرُ، ج4 ص37، رقم الحدیث 2168

[51]صحیح البخاری، کتاب الشرکة ، باب هل یقرع فی القسمة والا ستهام فیه ،ج3،ص139، رقم الحدیث 2493

[52]سنن ترمذی ، کتاب الفتن، ج4ص40، رقم الحدیث 2173

[53]دیکھیے: جامع ترمذی، کتاب الفتن، بَابُ مَا جَاءَ أَفْضَلُ الجِهَادِ كَلِمَةَ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ، ج4ص41، رقم الحدیث 2174

[54]صحیح بخاری، کتاب الفتن، بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى {وَاتَّقُوا فِتْنَةً لاَ تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً} [الأنفال: 25] وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَذِّرُ مِنَ الفِتَنِ، ج9 ص46 رقم الحدیث 7048

[55]صحیح بخاری، کتاب الدعوات، بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الفَقْرِ، ج8ص81، رقم الحدیث، 6377

[56]دیکھیے: کشف المشکل من حدیث الصحیحین، ج3 ص389